پاکستان کی گولڈن جوبلی
اور
اسلامی سربراہ کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس:
ایک جائزہ

مجیب احمد

۱۴؍ اگست ۱۹۹۷ء کو قیام پاکستان کے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔ تاہم اس تاریخی موقع کی مناسبت سے تقریبات کا آغاز یکم جنوری ۱۹۹۷ء سے ہی ہوگیا ہے۔ ۲۳؍مارچ ۱۹۹۷ء کو اسلام آباد میں منعقدہ اسلامی سربراہ کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس، ان تقریبات کا نقطہ عروج تھا۔ اس اجلاس میں چون مسلم ممالک اور متعدد عالمی، علاقائی اور اسلامی تنظیموں اور اداروں کے نمائندوں نے شرکت کی جس سے اتحاد عالم اسلامی کا بھرپور عملی مظاہرہ ہوا۔

انیسویں صدی کے عالم اسلام کے اکثر علاقوں پر یورپی ممالک کا قبضہ تھا جبکہ بعض آزاد، ممالک پر سلاطین کی مطلق العنانیت کا قبضہ تھا۔ مسلم ممالک کی اس صورت حال سے مسلم اہل فکرودانش کو شدید فکر لاحق تھی کہ اگر مسلم ممالک باہم متحد نہ ہوئے تو وہ صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گے ۔ ان رہنماؤں میں سید جمال الدین افغانی (۱۸۳۹ء۔۱۸۹۷ء)، مفتی محمد عبدہ (۱۸۴۹ء۔۱۹۰۵ء)، علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) عبدالکریم خطبانی اور سید محمد رشید رضا (۱۸۶۵ء۔۱۹۳۵ء) نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ ان رہنماؤں نے اتحاد عالم اسلامی کو عملی صورت دینے اور مسلم قومیت کے تصور کو راسخ کرنے کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں اتحاد عالم اسلامی کی طرف ایک عملی قدم اٹھایا گیا۔ جون ۱۹۲۶ء میں مکہ مکرمہ میں عالم اسلام کے ممتاز علماء اور اصحاب رائے کا اجلاس ہوا جس میں موتمر العالم الاسلامی کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اسی سمت ایک اور قدم، مئی ۱۹۶۲ء میں اٹھایا گیا جب مسلم اہل فکر و

نظر کے اجلاس میں رابطہ العالم الاسلامی کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اگرچہ یہ دونوں تنظیمیں غیر سرکاری تھیں تاہم انہوں نے اتحاد عالم اسلامی کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ یہ اسی فکر کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۴۰ء کے عشرے کے آخر اور ۱۹۵۰ء کے عشرے کے آغاز میں مسلمانوں کے اتحاد کے لئے کوششیں تیز ہو گئیں اور مسلم ممالک نے اقوام متحدہ (۱۹۴۵ء) میں مختلف مسائل پر مشترکہ موقف اپنانا شروع کر دیا اور مسلم بلاک کی تشکیل کے حق میں آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں[۱]۔

۱۹۶۴ء میں صومالیہ کے دارالحکومت موغادیشو میں موتمر العالم اسلامی کی چھٹی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک قرارداد کے ذریعے ایک اسلامی تنظیم کے قیام کی تجویز پیش کی گئی۔ اسی قسم کی ایک قرارداد رابطہ العالم الاسلامی کی اپریل ۱۹۶۵ء کی کانفرنس منعقدہ مکہ مکرمہ میں بھی پیش کی گئی۔ مسلم رائے عامہ کی طرف سے اس تجویز کو کافی پذیرائی ملی اور مجوزہ تنظیم کے قیام کے لئے ابتدائی کوششیں شروع ہو گئیں۔ تاہم مسلم ممالک کے باہمی اختلافات کی وجہ سے خاطر خواہ کامیابی نہ ہو سکی[۲]۔ جون ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران اور بعد میں مسلم ممالک، خصوصاً" عرب ممالک کے اتحاد اور تعاون کی ضرورت کا شدت سے احساس پیدا ہوا۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء میں سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں عرب سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی جس سے عرب ممالک کے باہمی اختلافات میں نمایاں کمی واقع ہوئی[۳]۔ ۲۱ر اگست ۱۹۶۹ء کو اسرائیل کے یہودیوں نے مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس میں واقع مسجد الاقصیٰ کو نذر آتش اور شہید کرنے کی مذموم کوشش کی ۔ اس اندوہناک واقعہ نے مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لیے خشت اول کا کام کیا۔ ۲۵ر اگست ۱۹۶۹ء کو مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں چودہ عرب ممالک کے وزرائے خارجہ کے اجلاس میں سعودی عرب نے اس واقعہ پر موثر احتجاج کرنے کے لیے تمام مسلم ممالک کے سربراہی اجلاس بلانے کی ضرورت پر زور دیا جس پر تمام شرکاء نے اپنی دلی رضامندی کا اظہار کیا[۴]۔ چنانچہ ابتدائی تیاریوں کے بعد ۲۲ تا ۲۵ ستمبر ۱۹۶۹ء کو مراکش کے دارالحکومت رباط میں مسلم ممالک کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس میں چوبیس ممالک نے شرکت کی اور اسلامی جذبہ اخوت کے تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے منظمة المؤتمر الاسلامی (اسلامی کانفرنس کی تنظیم یعنی (Organization of Islamic Conference – OIC) کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اموی دور حکومت (۶۶۱ء-۷۵۰ء) کے اختتام کے بعد، جب بغداد اور قرطبہ میں دو الگ الگ اور متوازی مسلم

حکومتیں قائم ہوگئی تھیں، مسلم رہنماء اس کے بعد پہلی بار رباط میں جمع ہوئے تاکہ امت مسلمہ کو درپیش مسائل پر غور کر سکیں[۵]۔ تاہم اہل مغرب رباط کانفرنس کے اجتماع کو برداشت نہ کر سکے اور مغربی پریس نے کانفرنس کو اپنی نوعیت کی پہلی اور آخری کانفرنس قرار دیا[۶]۔ اہل مغرب کی یہ رائے اس وقت غلط ثابت ہوگئی جب رباط کانفرنس کے بعد ۲۲۔۲۴ فروری ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے تاریخی شہر لاہور میں دوسری اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے بعد ۲۵۔۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء کو سعودی عرب کے تفریحی شہر طائف اور مکہ مکرمہ میں تیسری سربراہ کانفرنس ہوئی۔ یہ کانفرنس پندرہویں صدی ہجری کے آغاز پر ہو رہی تھی، جس میں اعلان مکہ مکرمہ' کے ذریعے اسلام کو ایک مکمل نظام حیات مانتے ہوئے اس پر عمل کرنے کا پہلی بار باقاعدہ اعلان کیا گیا اور ساتھ ہی عرب مقبوضہ علاقوں کی بازیابی کے لئے جہاد کرنے کا واضح طور پر اعلان کیا گیا[۷]۔ چوتھی اسلامی سربراہ کانفرنس ۱۶۔۱۹ جنوری ۱۹۸۴ء کو مراکش کے شہر کاسابلانکا میں منعقد ہوئی جبکہ پانچویں سربراہ کانفرنس کویت کے دارالحکومت کویت سٹی میں ۲۶۔۲۹ جنوری ۱۹۸۷ء کو ہوئی۔ چھٹی سربراہ کانفرنس سینیگال کے دارالحکومت ڈاکار میں ۹۔۱۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو ہوئی جبکہ ساتویں سربراہ کانفرنس ۱۳۔۱۴ دسمبر ۱۹۹۴ء کو کاسابلانکا میں منعقد ہوئی۔

OIC کے بنیادی چارٹر،جس کی منظوری اسلامی وزرائے خارجہ کی تیسری کانفرنس،جو سعودی عرب کے شہر جدہ میں۲۹ فروری تا ۴ مارچ ۱۹۷۲ء منعقد ہوئی، کے مطابق اس کے بنیادی ادارے چار ہیں[۸]جن میں اہم ترین اسلامی سربراہ کانفرنس ہے۔ جس کے اجلاس ہر تین سال کے بعد ہوتے ہیں تاہم ہنگامی اور خصوصی حالات میں بھی سربراہ اجلاس طلب کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء کو قیام پاکستان کی پچاس سالہ تقریبات کے سلسلے میں' اسلامی سربراہ کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس اسلام آباد میں' نو تعمیر شدہ کنونشن سنٹر میں ہوا۔ اسلام آباد میں منعقد ہونے والا یہ اجلاس اپنی نوعیت کا منفرد واقعہ تھا کیونکہ اس سے پہلے اسلام آباد میں اتنا بڑا عالمی اجتماع نہیں ہوا تھا۔ اجلاس میں شرکت کے لئے مختلف ممالک کے وفود ۲۰, مارچ کو پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ تاہم اجلاس میں شرکت کے لئے مسلم ممالک کی اہم شخصیات ۲۲, مارچ کی رات تک اسلام آباد پہنچ گئی تھیں۔ ۲۳, مارچ کی صبح وفود نے اس دن کی مناسبت سے ہونے والی مسلح افواج کی روایتی پریڈ دیکھی۔

OIC کے غیر معمولی اجلاس کے افتتاح سے پہلے' کئی ممالک کے سربراہان وفود نے اپنے خیالات

کا اظہار کیا۔ ایران کے صدر آیت اللہ علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سے ملاقات کے دوران کہا کہ ایران مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے اصولی موقف کی بھرپور حمایت کرتا ہے[۹]۔ سوڈان کے صدر عمر حسن احمد البشیر نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کا ملک مسئلہ کشمیر کا حل اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں کی روشنی میں طے کرنے کا حامی ہے[۱۰]۔ سعودی عرب کے ولی عہد عبداللہ بن عبدالعزیز السعود نے اسلام آباد آمد پر اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ OIC کا غیر معمولی اجلاس اتحاد عالم اسلامی کے لیے سنگ میل ثابت ہوگا اور اس سے اسلامی جذبہ اخوت کو فروغ ملے گا[۱۱]۔

۲۲ مارچ کی رات کو پاکستانی وزیر خارجہ گوہر ایوب خان نے اسلامی وزرائے خارجہ کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ اس موقع پر اجلاس کے یک نکاتی ایجنڈا' اکیسویں صدی میں داخل ہونے کے لیے ترقی کی حکمت عملی' پر غیر رسمی غور کیا گیا اور اجلاس کے اختتام پر جاری ہونے والے اعلان اسلام آباد' میں مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر کو بھی شامل کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ شرکاء نے اس بات کا بھی اعلان کیا کہ افغانستان کی نشست خالی رکھی جائے گی۔ تاہم افغان متحارب گروپوں کے مختلف رہنماؤں کو بطور مبصر شرکت کی دعوت دی گئی[۱۲]۔ افغانستان میں جاری خانہ جنگی کے بڑے متحارب گروپ' طالبان نے OIC سے مطالبہ کیا کہ اس کو افغانستان کی حکومت کے نمائندہ قرار دے کر' اجلاس میں مکمل نمائندگی دی جائے۔ پاکستان میں طالبان کے نمائندے مفتی محمد معصوم افغانی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ طالبان نے افغانستان کے اسی فیصد علاقے پر حکومت قائم کر لی ہوئی ہے اس لیے اسے اجلاس میں افغانستان کی نمائندگی کرنے کا حق دیا جائے[۱۳]۔ پاکستان میں چیچنیا کے قونصلیٹ رمضان ہارون کشیو نے اپنے ایک بیان میں مطالبہ کیا کہ ان کے ملک کو اجلاس میں مکمل نمائندگی دی جائے۔ کیونکہ ان کا ملک مکمل آزاد ہے جس کا اپنا صدر اور پارلیمنٹ ہے[۱۴]۔ ترک جمہوریہ شمالی قبرص کے وزیر خارجہ طنجر اطن نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران مطالبہ کیا کہ ان کے ملک کو آزاد ملک کے طور پر تسلیم کیا جائے اور اس کو اجلاس میں مکمل نمائندگی دی جائے[۱۵]۔ تاہم اجلاس میں چیچنیا اور شمالی قبرص کو مبصر کی حیثیت دی گئی۔

OIC کے غیر معمولی اجلاس کا پہلا سیشن دوپہر بارہ بجے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی زیر

صدارت ہوا۔ جبکہ اجلاس کا افتتاح صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے کیا۔ افتتاحی اجلاس میں مسلم ممالک کے نمائندوں کے علاوہ پاکستان کی اہم سیاسی شخصیات' ارکان پارلیمنٹ کے علاوہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے عہدے دار بھی موجود تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد میاں محمد نواز شریف نے شرکاء اجلاس کا خیر مقدم کیا اور صدر پاکستان کو اجلاس سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔ صدر لغاری نے اپنی نصف گھنٹے کی تقریر میں آیات قرآنی اور احادیث کے حوالوں سے OIC کے رکن ممالک پر زور دیا کہ وہ دنیا کے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے باہمی اختلافات کو بھول جائیں اور فلسطین' کشمیر' بوسنیا ہرزیگووینا' افغانستان' آذربائیجان اور ترک قبرص سمیت دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے مندوبین پر زور دیا کہ عالم اسلام کو درپیش فوری نوعیت کے مسائل حل کرنے کے لئے ایک مستقل سربراہی کمیٹی قائم کی جائے اور اسلامی ممالک باہمی تجارت اور مالیاتی لین دین کو فروغ دیں۔ صدر لغاری نے مزید کہا کہ کانفرنس کا ایجنڈا' ہمارے غور و فکر کا مستقل طور پر بنیادی نکتہ ہونا چاہئے اور اپنی کھوئی ہوئی میراث کے دوبارہ حصول کے لیے سائنس و ٹیکنالوجی اور جدید علوم و فنون حاصل کرنے چاہیں۔ صدر پاکستان نے کہا کہ آج کا یہ اجلاس اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک باہمی اٹوٹ رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان مشترکہ اسلامی ثقافتی ورثہ کا امین ہے۔ اسی لیے پاکستان متحدہ اسلامی امہ کا زبردست حامی ہے۔ عالم اسلام کے بہتر اور روشن مستقبل کے لیے رہنما اصول بیان کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ ہمیں سب سے پہلے اپنے اختلافات ختم کرنا ہوں گے۔ اس کے بعد ہمیں اپنے ممالک اور معاشروں میں انصاف پر مبنی نظام قائم کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنی بقا کے لئے جدید علوم و فنون سیکھنے ہوں گے اور مغرب کی اسلام دشمن متعصبانہ پالیسیوں اور اقدامات کا تحمل' بردباری اور دانش مندی سے مقابلہ کرنا ہو گا[۱۶]۔

صدر پاکستان کی تقریر کے بعد OIC کے موجودہ چیئرمین مراکش کے شاہ حسن ثانی کا پیغام مراکش کے وزیر اعظم عبدالطیف فلاحی نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام میں اجلاس کی کامیابی کے علاوہ اہل پاکستان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا اور قیام پاکستان کی پچاسویں سالگرہ پر مبارک باد دی گئی۔ چیئرمین کے پیغام کے بعد' اجلاس میں شریک مختلف گروپوں کے نمائندوں کو دعوت خطاب دی گئی۔ افریقی گروپ کی نمائندگی گیمبیا کے صدر یحیٰ اے۔ جے۔جے جامی نے کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ

اسلامی دنیا کو درپیش مسائل کے حل کے لیے OIC کو موثر بنانے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ ایشیائی گروپ کی نمائندگی ترکی کے صدر سلیمان ڈیمرل نے کی۔ انھوں نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے موقف کی پرزور حمایت کی اور بھارتی مقبوضہ کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ عالم اسلام کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ترک صدر نے کہا کہ ہمیں متحد ہوکر اپنے اجتماعی مسائل حل کرنے چاہیں اور عالم اسلام کو ترقی اور عالمی امن کے لیے بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔ سلیمان ڈیمرل نے قیام پاکستان کے لیے قائد اعظم محمد علی جناح (۱۸۷۶ء - ۱۹۴۸ء) کی ولولہ انگیز قیادت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ ترکی کے صدر نے OIC کے غیر معمولی اجلاس منعقد کرانے پر پاکستان کو خراج تحسین پیش کیا اور اتحاد عالم اسلامی کے لیے اس کی کوششوں کو سراہا[۱۷]۔ اجلاس میں عرب گروپ کی نمائندگی فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے کی۔ انھوں نے اپنی طویل تقریر میں کہا کہ ہم کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق حل کرنے کے حامی ہیں اور بھارتی مقبوضہ کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ہمیں تشویش ہے۔ صدر یاسر عرفات نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے ثالثی کی پیشکش کی۔ مسئلہ فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے فلسطینی صدر نے کہا کہ اسرائیل مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے عمل کو سبوتاژ کر رہا ہے اور القدس الشریف پر یہودیوں کے قبضہ کی سازش کر رہا ہے تاکہ یروشلم کو یہودیوں کا شہر بنا دیا جائے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں اسرائیل پر اوسلو امن سمجھوتے کی مسلسل خلاف ورزی کا الزام لگایا[۱۸]۔ گروپوں کے نمائندوں کے خطاب کے بعد مراکش کے سابق وزیر اعظم اور OIC کے موجودہ سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عزالدین لاراکی نے خطاب کیا۔ انھوں نے اپنے خطاب میں یقین دلایا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے OIC پاکستانی موقف کی حمایت جاری رکھے گی۔ انھوں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ تنازعہ کشمیر کا واحد حل اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں پر عمل درآمد کرنے میں ہے۔ فلسطین کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر لاراکی نے فلسطینی ریاست کے قیام کے لئے فلسطینیوں کی جدوجہد کی مکمل حمایت کا اعلان کیا اور اسرائیل پر زور دیا کہ وہ تمام عرب مقبوضہ علاقے خالی کر دے۔ ڈاکٹر لاراکی نے افغانستان، بوسنیا ہرزیگووینا اور صومالیہ کے حالات، مسلم مہاجرین اور مختلف ممالک میں مقیم مسلم اقلیتوں کے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے، عالمی رائے عامہ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی اور OIC کی

طرف سے ان مسائل کے حل کے لئے کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ اگر مسلم ممالک اپنے وسائل، افرادی قوت اور فکر کو صحیح طریقے سے استعمال کریں تو وہ دنیا میں باوقار مقام حاصل کر سکتے ہیں[۱۹]۔

وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مسلمان ممالک پر زور دیا کہ وہ اس حقیقت کا ادراک کریں کہ اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کو اپنا اصل ہدف سمجھتی ہیں۔ تباہ کن ہتھیاروں کا بڑا نشانہ اسلامی ممالک ہی بنتے ہیں۔ اس لیے ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے دنیائے اسلام کا متحد ہونا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک کو باہمی تجارت کو فروغ دے کر بیرونی دنیا پر اپنا انحصار کم کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں اسلامی مالیاتی اداروں کو مضبوط بنا کر انہیں اپنی معیشت کا مرکز و محور بنایا جائے۔ میاں محمد نواز شریف نے شرکاء اجلاس پر زور دیا کہ وہ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں، خصوصاً ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف مشترکہ موقف اختیار کرتے ہوئے ان کے مکمل خاتمہ کا مطالبہ کریں۔ وزیر اعظم پاکستان نے خیال ظاہر کیا کہ اسلامی ممالک کو آج خطرناک اندرونی اور بیرونی چیلنجوں کا سامنا ہے جن کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اپنے معاشروں اور اقتصادیات میں نئی روح پھونکنا ہو گی، سیاسی استحکام پیدا کرنا ہوگا اور حکومتوں اور عوام کے درمیان اسلامی بھائی چارے کو فروغ دینا ہوگا اور سماجی انصاف مہیا کرنا ہوگا، اسلامی اقدار، ثقافت اور نظریہ پر پر اعتماد طریقے سے عمل کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اسلام کو بدنام کرنے کی ہمہ گیر بین الاقوامی مہم کو موثر اور مربوط اقدامات کے ذریعے ناکام بنانا ہوگا۔ ہمیں اسلام کو امن، ترقی، انسانی اخوت، مساوات، آزادی اور عظمت کی اعلیٰ روایات کے داعی اور امین کے طور پر پیش کرنا ہوگا۔

میاں محمد نواز شریف نے فلسطین کے عوام کی جدوجہد پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا اور اعلان کیا کہ پاکستان کے عوام اپنے فلسطینی بھائیوں کے شانہ بشانہ چلیں گے۔ انہوں نے شرکاء اجلاس پر زور دیا کہ وہ افغانستان میں قیام امن کے لیے اپنی کوششیں تیز کریں تاکہ وہاں پر ایک وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل ممکن ہوسکے۔ وزیر اعظم پاکستان نے بوسنیا ہرزیگووینا اور ترک قبرص کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا اور امید ظاہر کی کہ مسلم امہ کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی عملی مدد کرے گی اور بھارتی تسلط اور ظلم و جبر کی مخالفت کرے گی اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اقوام متحدہ کی

قراردادوں پر عمل در آمد کرانے کے مطالبے کی حمایت کرے گی۔ میاں محمد نواز شریف نے تمام وفود کو خوش آمدید کہا اور اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ پاکستان کو ایک جدید اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے[۲۰]۔

وزیر اعظم پاکستان کے خطاب کے بعد افتتاحی اجلاس ختم ہوگیا اور شرکاء اجلاس نے وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے دیے گئے ظہرانے میں شرکت کی جس کا اہتمام وزیر اعظم ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ OIC کے غیر معمولی اجلاس کا ورکنگ سیشن شام چھ بجے، میاں محمد نواز شریف کی زیر صدارت شروع ہوا۔ جس میں وفود کے سربراہوں نے اپنے اپنے ممالک کی نمائندگی کرتے ہوئے خطاب کیا۔

ایران کے صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر، افغانستان، عراق، تاجکستان، فلسطین، سوڈان، صومالیہ اور نوکورنو کاراباخ ایسے تنازعات کے حل کے لیے تمام اسلامی ممالک کو مل کر جدوجہد کرنی چاہئے۔ علاقائی تعاون اور سیکورٹی کو فروغ دے کر وہ اپنے آپ کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔ صدر رفسنجانی نے مسئلہ فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آزادی فلسطین کی ایک ہی صورت ہے کہ مصر اور صدر یاسر عرفات دوبارہ انقلابی بن جائیں اور مسلم ممالک مشترکہ موقف اپنا کر ان کا ساتھ دیں۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے ایرانی صدر نے تجویز پیش کی کہ عالم اسلام بھارت پر مشترکہ دباؤ ڈالے تاکہ بھارتی حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرے۔ صدر رفسنجانی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ سیاست، معیشت اور ثقافت کے شعبوں میں آزادی حاصل کریں اور یہ صرف باہمی اتحاد ہی سے ممکن ہے۔ کیونکہ ہم اپنے وسائل یکجا کرکے بڑے بڑے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں جدید وسائل اور مواصلاتی نظام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تعبیر پیش کرنی چاہئے۔ ایران کے صدر نے قیام پاکستان کے سلسلے میں سرانجام دی جانے والی فکری اور سیاسی خدمات کے لئے علامہ محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح کو زبردست خراج تحسین پیش کیا[۲۱]۔

ترکی کے صدر سلیمان ڈیمرل نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان بات چیت کے ذریعے حل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ بھارت، مقبوضہ کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزیوں کو بند کرے۔ انہوں نے القدس الشریف

میں یہودی بستیوں کی نئی تعمیر اور مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے پر اسرائیل کی مذمت کی۔ ترکی کے صدر نے افغانستان کے حالات کے بارے میں کہا کہ تمام فریقوں کے درمیان بات چیت ہونی چاہئے تاکہ کوئی حل سامنے آ سکے۔ اسی طرح ترک قبرص کا مسئلہ بھی مذاکرات سے حل ہوسکتا ہے۔ انہوں نے بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کی مکمل حمایت کا اعلان کرتے ہوئے ان کی مدد کی اپیل کی۔ البانیہ کا ذکر کرتے ہوئے صدر ڈیمرل نے اس کی سالمیت، علاقائی خود اختیاری اور آزادی کی حمایت کرتے ہوئے البانیہ پر ممکنہ بیرونی حملہ اور مداخلت کی مذمت کی۔ انہوں نے البانیہ کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ان کی معاشی امداد کی اپیل بھی کی۔ ترک صدر نے آذربائیجان میں آرمینیا کی افواج کی مداخلت کی بھی مذمت کی اور ان کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے دنیا بھر میں موجود مسلم اقلیتوں کی زبوں حالی پر بھی اپنی تشویش کا اظہار کیا اور دنیا میں جاری ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کی۔ صدر سلیمان ڈیمرل نے مسلم امہ پر زور دیا کہ وہ جدید سائنس و ٹیکنالوجی سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کرے اور اسلام کے خلاف جاری مغربی پروپیگنڈہ کا موثر طور پر جواب دے۔ انہوں نے مسلم ممالک کے درمیان وسیع تر سیاسی و معاشی تعاون کی ضرورت پر زور دیا[۲۲]۔

مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کی اور خیال ظاہر کیا کہ انتہا پسند اپنے اقدامات سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں[۲۳]۔

اردن کے شاہ حسین، جن کا پیغام اردن کے نمائندہ سینیٹر حسن کمال الشریف نے اجلاس میں پڑھ کر سنایا، نے قیام پاکستان کے پچاس سال مکمل ہونے پر اہل پاکستان کو مبارک باد دی۔ انہوں نے قیام پاکستان کے سلسلے میں علامہ محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمات کو بے حد سراہتے ہوئے پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا[۲۴]۔

بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد نے اپنی تقریر میں تجویز پیش کی کہ اسلامی ممالک کو مشترکہ منڈی قائم کرنے کے لیے سمجھوتہ کرنا چاہئے۔ انہوں نے ایک ایسا طریقہ کار وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیا کہ جس کے تحت اسلامی دنیا کے امیر ممالک اپنے وسائل غریب ممالک کو منتقل کریں اور غریب ممالک اپنی افرادی قوت امیر ملکوں میں بھیج سکیں۔ بنگلہ دیشی وزیر اعظم نے مختلف سیاسی مسائل کے بارے میں مشترکہ موقف اختیار کرنے کے لئے بھی کوئی طریقہ کار وضع کرنے کی اہمیت واضح کی۔ انہوں

نے کہا کہ OIC کے رکن ممالک کے درمیان تنازعات طے کرنے کے لیے کسی مستقل ادارہ کی بنیاد رکھنی چاہیئے اور OIC کو اپنی منظور کردہ قراردادوں پر عمل در آمد کرانے کے لئے ایک ایکشن پلان تیار کرنا چاہیئے۔ شیخ حسینہ واجد نے اسلامی اقدار کے تحفظ اور فروغ کی ضرورت پر زور دیا[۲۵]۔

لبنان کے وزیر اعظم رفیق حریری نے غیر معمولی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لبنان نے مسلم ممالک کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات کی ہمیشہ مخالفت کی ہے کیونکہ یہ قیام امن کے لیے فائدہ مند نہیں ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جن ممالک نے اسرائیل سے سفارتی اور معاشی تعلقات قائم کئے ہیں، وہ انہیں فوراً منقطع کریں۔ لبنانی وزیر اعظم نے اسرائیل کی توسیع پسندی کی پالیسی کی شدید مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ اسرائیل، لبنان سمیت تمام عرب مقبوضہ علاقے خالی کر دے۔ رفیق حریری نے مسلم ممالک کے درمیان مشترکہ معاشی منڈی کے قیام کی تجویز کی حمایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی اقدار اور تعلیمات پر قائم رہتے ہوئے جدید دنیا کے ساتھ مقابلہ کرنا ہو گا[۲۶]۔

OIC کے غیر معمولی اجلاس کے ورکنگ سیشن سے مجموعی طور پر تینتیس ممالک کے نمائندوں نے خطاب کیا۔ بعد ازاں اجلاس میں شریک مبصرین میں سے بعض کو خطاب کرنے کا موقع دیا گیا۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر میں قائم آل پارٹیز حریت کانفرنس کے پاکستان میں موجود نمائندہ سید یوسف نسیم نے اجلاس سے خطاب کیا۔ OIC کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اس کے کسی اجلاس میں کسی کشمیری کو خطاب کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ سید یوسف نسیم نے اپنے خطاب میں OIC پر زور دیا کہ وہ مظلوم کشمیری عوام کو بھارتی تسلط سے آزادی دلانے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے۔ انہوں نے اجلاس میں دو یاداشتیں پیش کیں جن میں کشمیریوں کو حق خودارادیت دلانے کا مطالبہ کیا گیا تھا[۲۷]۔ بوسنیا ہرزیگووینا کی مجلس وزراء کے شریک چیئرمین اور وزیر اعظم حارث سلاجک نے اپنے خطاب میں تاریخی و منطقی استدلال کے ساتھ مغرب کی جانب سے اسلام پر لگائے جانے والے جارحیت اور دہشت گردی کے الزام کا دو ٹوک اور مسکت جواب دیا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اکیسویں صدی اسلام اور مسلمانوں کی صدی ہوگی بشرطیکہ مسلمانوں نے جدید تعلیم اور ٹیکنالوجی کے حصول پر اپنی توجہ مرکوز رکھی[۲۸]۔

اجلاس کے اختتام سے پہلے میاں محمد نواز شریف نے اپنی الوداعی تقریر میں کہا کہ قیام پاکستان کی پچاسویں سالگرہ پر عالم اسلام کی سربرآوردہ شخصیات کے اس عظیم اجتماع نے ہمیں خوشی، عزت اور

افتخار بخشا ہے۔ انہوں نے OIC کو مزید وسائل اور اختیارات دینے کی ضرورت واضح کی۔ ۲۳ر مارچ کے غیر معمولی اجلاس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر اعظم نے کہا کہ اجلاس میں عالم اسلام کو درپیش مختلف مسائل پر نہایت برادرانہ اور خوش گوار فضا میں تبادلہ خیال ہوا ہے اور ان کے قابل عمل حل بھی پیش کئے گئے ہیں۔ OIC کا یہ غیر معمولی اجلاس اسلامی ممالک کے مابین تعاون اور محبت کا مظہر ہے۔ اور یہ ایک یادگار تاریخی واقعہ بن گیا ہے۔ میاں محمد نواز شریف نے شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجلاس کے اختتام کا باقاعدہ اعلان کیا[۲۹]۔ اجلاس کے اختتام کے بعد شرکاء نے ایوان صدر میں دیئے جانے والے صدر پاکستان کے عشائیہ میں شرکت کی۔

OIC کے غیر معمولی اجلاس نے اپنے اختتام سے پہلے چار اعلامیوں کی متفقہ طور پر منظوری دی۔ جن میں پاکستان کی پچاسویں سالگرہ پر مبارک باد، فلسطین، القدس الشریف اور عرب اسرائیل تنازعہ، مسئلہ جموں و کشمیر اور "اعلانِ اسلام آباد"[۳۰] کی منظوری شامل ہیں۔ پہلے اعلامیہ میں پاکستان کو آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر مبارک باد دی گئی اور کہا گیا کہ پاکستان نے اپنے گذشتہ پچاس سالہ دور میں معیشت، سائنس و ٹیکنالوجی اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں جو ترقی کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کا مستقبل بہت درخشاں ہے۔ اعلامیہ میں قیام پاکستان کے لئے قائداعظم محمد علی جناح، علامہ محمد اقبال اور دوسرے رہنماؤں کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا اور تحریک آزادی پاکستان کے دوران شہید ہونے والوں کو بھی زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اعلامیہ میں پوری مسلم امہ کے اتحاد، فلاح اور بہبود کے لئے پاکستان کی پرخلوص اور مسلسل جدوجہد کو سراہا گیا[۳۱]۔

القدس الشریف کے بارے میں اعلامیہ میں فلسطین، القدس الشریف اور تمام مقبوضہ عرب علاقوں کی واپسی کے لیے تمام وسائل اور توانائیاں یکجا کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا اور اس یقین کا اظہار کیا گیا کہ مشرق وسطیٰ میں حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کے لیے اقوام متحدہ کو ان قراردادوں پر عمل درآمد کے سوا کوئی چارہ نہیں، جن میں مقبوضہ عرب اور فلسطینی علاقوں سے اسرائیلی فوجوں کے مکمل انخلاء کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اعلامیہ میں فلسطینی عوام کے حق خودارادیت اور اپنی آزاد خود مختار ریاست قائم کرنے کے حق کی حمایت کی گئی ہے۔ اسرائیل سے کہا گیا کہ وہ اس ضمن میں اپنے تمام وعدے پورے کرے۔ اعلامیہ کے مطابق القدس الشریف فلسطین کا مسلمہ حصہ ہے اور اسرائیل اس کا اسلامی

تشخص اور تقدس تباہ کرنے سے باز رہے۔ اعلامیہ میں القدس الشریف کی بازیابی اور اسے فلسطینی ریاست کا دارالحکومت بنانے کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا اور مسلم ممالک سے کہا گیا کہ وہ اسرائیل سے تعلقات پر نظر ثانی کریں۔ اعلامیہ میں اسرائیل کی جانب سے فلسطین کے ساتھ مذاکرات کے عمل کو یک طرفہ طور پر ختم کرنے کی بھی مذمت کی گئی[۳۲]۔

جموں و کشمیر کے مسئلہ پر جاری کردہ اعلامیہ میں مسئلہ کے حل کے لیے پاکستان کے اصولی موقف کی بھرپور حمایت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے اور کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کے لیے رائے شماری کا بنیادی حق دیا جائے۔ اعلامیہ میں بھارتی مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزیوں پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا اور بھارتی حکومت سے کہا گیا کہ وہ مثبت طرز فکر و عمل کا مظاہرہ کرے۔ اعلامیہ میں مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے پاکستان اور بھارت میں بامقصد مذاکرات شروع کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا[۳۳]۔

اعلان اسلام آباد' میں امت مسلمہ کو درپیش مختلف مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ان کے حل کے لئے امہ کے اتحاد اور جذبہ اخوت کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ اعلان' میں سرمایہ کاری کے فروغ' ٹیکنالوجی کی منتقلی' مشترکہ صنعتی منصوبوں کے اجراء کا فیصلہ کیا گیا۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کے غیر معمولی اجلاس نے اعلان اسلام آباد' کے ذریعے سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبوں میں تعاون بڑھانے' مشترکہ اقتصادی منڈی کے قیام کے لیے جدوجہد تیز کرنے اور اسلامی دنیا میں علاقائی اقتصادی گروپوں کے مابین روابط بڑھانے کا فیصلہ کیا اور انسانی اور مادی وسائل کو اپنے عوام کی بہتری کے لیے استعمال کرنے کا عہد کیا گیا۔ اعلان' میں بین الاقوامی سطح پر باہمی مشورے اور مشترکہ جدوجہد کے تعلقات کار قائم کرنے کا عہد کرتے ہوئے تمام غیر رکن ممالک میں مسلمانوں کے حقوق کے فروغ اور تحفظ کا عہد کیا گیا اور مسلم مہاجرین اور بے خانماں افراد کی مشکلات کے ازالے' قدرتی اور دیگر آفات سے متاثرہ افراد کی بحالی کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنے کا عزم کیا گیا۔ اعلان اسلام آباد' کے ذریعے دہشت گردی کے خاتمے کے سلسلے میں باہمی تعاون کے علاوہ تمام اقتصادی اور تجارتی شعبوں میں تعاون کو فروغ دینے اور نجی شعبوں کے درمیان باہمی رابطوں کے سلسلے میں ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کا اعلان کیا گیا اور

اس سلسلے میں تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا۔ اعلان' میں اسلامی دنیا میں زمینی' فضائی اور سمندری راستوں سے آمدورفت کو مزید فروغ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اعلان' میں براعظم افریقہ کے ممالک کی ترقیاتی ضروریات کو اہمیت دینے کا عہد کیا گیا۔ اعلان اسلام آباد' میں عہد کیا گیا کہ اسلام کی سربلندی کے لیے پالیسیاں ترتیب دی جائیں گی اور نوجوان نسل کو اسلامی شعائر سے بہرہ مند کرنے کے لیے کام کیا جائے گا اور بین الاقوامی برادری کے ساتھ دنیا کے مسائل کے حل اور انسانیت کے تحفظ اور ترقی کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تعاون کیا جائے گا۔ اعلان اسلام آباد' میں افغانستان کے اقتدار اعلیٰ' آزادی' علاقائی سالمیت اور اسلامی تشخص کی بحالی اور تحفظ کی حمایت کا اظہار کیا گیا اور افغانستان کے معاملات میں عدم مداخلت کے اصول پر زور دیتے ہوئے تمام ممالک سے درخواست کی گئی کہ وہ تمام افغان متحارب گروپوں کو اسلحہ کی بہم رسائی بند کر دیں۔ تاکہ افغانستان میں سیاسی مفاہمت کو فروغ ملے اور اس سلسلے میں کی جانے والی بین الاقوامی اور OIC کی کوششیں کامیاب ہوسکیں۔ اعلان' میں افغانستان' بوسنیا ہرزیگووینا' البانیہ اور آذر بائیجان کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ان کی فوری امداد کی اپیل کی گئی[۳۴]۔

اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد مختلف اسلامی ممالک کے وفود ۲۳ر مارچ کی رات کو ہی واپس اپنے ملک جانا شروع ہوگئے اور ۲۵ر مارچ تک تمام شرکاء اسلام آباد سے واپس چلے گئے تھے۔ OIC کے اس غیر معمولی اجلاس میں گیارہ ممالک کے صدور' دو کے ولی عہد' چھ ممالک کے وزرائے اعظم' چار نائب صدور' چار نائب وزرائے اعظم' اکیس ممالک کے وزرائے خارجہ جبکہ باقی ممالک کی نمائندگی ان کے اسلام آباد میں مقیم سفیروں نے کی۔ پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے ایک بیان میں کہا کہ اجلاس' حاضری' مسلم امہ کے اتحاد اور نتائج کے اعتبار سے کامیاب رہا[۳۵]۔

میاں محمد نواز شریف نے اپنے ایک بیان میں خیال ظاہر کیا کہ نتائج کے اعتبار سے یہ غیر معمولی اجلاس دسمبر ۱۹۹۴ء کے کاسابلانکا اجلاس سے ایک قدم آگے ہے۔ اس اجلاس سے امت مسلمہ کے درمیان اتحاد کو مزید فروغ ملے گا[۳۶]۔ وزیر خارجہ گوہر ایوب خان نے اپنے بیان میں اجلاس کو نہایت کامیاب قرار دیتے ہوئے کہا کہ فلسطین' کشمیر اور دیگر مسائل کے حوالے سے امت مسلمہ نے اپنے اہداف حاصل کر لیے ہیں[۳۷]۔ اطلاعات اور ثقافت کے لیے وزیر اعظم کے مشیر مشاہد حسین سید نے

اسلام آباد میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ فلسطین اور کشمیر کے مسئلہ پر امہ کا مشترکہ موقف اختیار کرنا نہایت اہم کامیابی ہے۔ انہوں نے تعلیم، اطلاعات اور معاشی ترقی کے لیے مسلم رہنماؤں کی خواہش کو امہ کے لیے خوش آئند قرار دیا[۳۸]۔

ایران کے صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ اجلاس دسمبر ۱۹۹۷ء کو تہران میں ہونے والے OIC کے باقاعدہ اجلاس کے لئے نیک شگون ثابت ہوا ہے۔ انہوں نے اس بات پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا کہ مسلم رہنماؤں نے اکیسویں صدی میں داخل ہونے کے لیے قابل عمل تجاویز پیش کی ہیں[۳۹]۔ فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو روانگی سے پہلے اسلام آباد ایئرپورٹ پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران اجلاس کو نہایت کامیاب قرار دیا۔ انہوں نے القدس الشریف کے مسئلہ پر فلسطین کی حمایت کرنے پر مسلم امہ کا شکریہ ادا کیا[۴۰]۔ OIC کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عزالدین لاراکی نے امید ظاہر کی کہ اجلاس مسلم امہ کی بیداری میں اہم کردار ادا کرے گا[۴۱]۔

۲۳ر مارچ کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے اسلامی سربراہ کانفرنس کے غیر معمولی اجلاس کو اپنے اثرات و مضمرات کے لحاظ سے خاصی اہمیت حاصل ہے۔ ان اثرات کے مفید نتائج مستقبل قریب میں سامنے آنے کی توقع ہے۔ اجلاس میں شریک تمام مندوبین نے پاکستان کے ساتھ اپنی گہری وابستگی کا اظہار کیا، OIC کی تشکیل اور اتحاد عالم اسلامی کے لیے اس کی پرخلوص اور مسلسل کوششوں کو بے حد سراہا گیا، پاکستان جس طرح عالم اسلام کے ہر مسئلہ کو اپنا مسئلہ سمجھ کر اس کے ممکنہ حل کے لیے کوشش کرتا رہا ہے، شرکاء اجلاس نے اس کو بھی بنظر استحسان دیکھا۔ ان وجوہات کی بنا پر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اسلامی سربراہ کانفرنس کے اسلام آباد میں منعقدہ غیر معمولی اجلاس کے بعد، پاکستان ایک بار پھر، عالم اسلام کا مسلمہ رہنما بن کر سامنے آیا ہے۔

اجلاس کے دوران پاکستان کو ایک نہایت اہم سفارتی کامیابی حاصل ہوئی جب صدر اور وزیر اعظم پاکستان کی ذاتی کوششوں سے ایران کے صدر اور سعودی عرب کے ولی عہد میں ایک گھنٹہ علیحدگی میں ملاقات ہوئی۔ ۱۹۷۹ء کے انقلاب ثور کے بعد، ایران اور سعودی عرب میں تعلقات کشیدہ ہوگئے تھے۔ کیونکہ سعودی عرب سمیت خلیج کی دوسری ریاستوں کو اندیشہ تھا کہ ایران اپنے انقلاب کو ان کے

ہاں برآمد کرنا چاہتا ہے۔ ایران اور سعودی عرب کے تعلقات میں اس وقت مزید تناؤ پیدا ہوگیا جب ۱۹۸۷ء میں حج کے دوران' ایرانی حجاج نے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مکہ مکرمہ میں زبردست مظاہرہ کیا جس پر سعودی پولیس کی فائرنگ سے کئی ایرانی حاجی ہلاک ہوگئے تھے۔ تاہم دونوں ملکوں کو اس بات کا احساس تھا کہ ان کے آپس کے اختلافات سے اسلام کے دشمنوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اسی لیے ایرانی حکومت نے آئندہ حج کے دوران مظاہرہ نہ کرنے کی اپیل کی۔ مارچ ۱۹۹۷ء کے دوسرے ہفتہ میں ایران کے وزیر خارجہ ڈاکٹر علی اکبر ولا یتی نے سعودی عرب کا سرکاری دورہ کیا جس سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کم کرنے میں مدد ملی۔ دوران ملاقات صدر رفسنجانی اور سعودی ولی عہد نے باہمی اختلافات کو ختم کرنے اور عالم اسلام کو درپیش مختلف مسائل کو مشترکہ طور پر حل کرنے کے لیے حکمت عملی تیار کرنے پر اتفاق کیا اور سعودی عرب نے' دسمبر ۱۹۹۷ء میں تہران میں ہونے والی اسلامی سربراہ کانفرنس میں اپنی شرکت کا ایران کو یقین دلایا[۴۲]۔

اجلاس میں شرکاء نے اپنی اپنی تقاریر میں OIC کو ایک موثر ادارہ بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور عالم اسلام کو درپیش کئی مسائل پر مشترکہ موقف اختیار کیا۔ اعلان اسلام آباد' کی متفقہ منظوری سے اتحاد امہ کا تصور واضح طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ اجلاس میں مغرب سے شدید بیزاری کا اظہار بھی ہوا اور اسلام کو بدنام کرنے کی منظم مہم کی شدید مذمت کی گئی[۴۳]۔ اعلان اسلام آباد' میں عراق کے مسئلہ کو شامل نہ کرنے پر' اجلاس مین شریک عراقی نمائندے نے احتجاج کیا[۴۴]۔ اسلام آباد کے غیر معمولی اجلاس میں مسلم ممالک کی نمائندگی پاکستانی وزارت خارجہ کے نزدیک تسلی بخش تھی' تاہم یہ فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور میں ہونے والی اسلامی سربراہ کانفرنس کے مقابلہ میں متاثرکن نہیں تھی۔ لاہور کانفرنس میں تیس سربراہان مملکت' پانچ سربراہان حکومت اور سات وزرائے خارجہ نے شرکت کی تھی۔ بہر حال ۲۳ر مارچ کا اجلاس کوئی باقاعدہ اجلاس نہیں تھا۔ اس کا واحد مقصد قیام پاکستان کے پچاس سال مکمل ہونے پر پاکستان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا تھا' اس لئے یہ غیر معمولی اجلاس اپنے مقصد میں خاصا کامیاب رہا۔

حوالہ جات

۱۔ 'Abdullah al Ahsan, OIC: The Organization Of The Islamic Conference, Herndon, 1988, 14.

۲۔ Syed Umar Hayat, "Organization of Islamic Conference: Genesis and an Assessment," unpublished M.Phil thesis. Quaid-i-Azam University, Islamabad, 1986, 24-26 and 29.

۳۔ Ibid., 30.

۴۔ Ibid., 32.

۵۔ 'Abdullah al Ahsan, op.cit., 118.

۶۔ Syed Umar Hayat, op.cit., 116.

۷۔ Ibid., 41.

۸۔ اسلامی سربراہ کانفرنس، کے علاوہ اسلامی وزرائے خارجہ کانفرنس OIC کا جنرل سیکرٹریٹ اور بین الاقوامی اسلامی عدالت انصاف بنیادی ادارے ہیں۔

۹۔ Daily The Muslim, Islamabad, March 23, 1997.

۱۰۔ Ibid.

۱۱۔ روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۳ر مارچ ۱۹۹۷ء

۱۲۔ روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۳ر مارچ ۱۹۹۷ء

۱۳۔ The Muslim, Islamabad, March 23, 1997.

۱۴۔ Daily The Nation, Islamabad, March 24, 1997.

۱۵۔ The Muslim, Islamabad, March 24, 1997.

۱۶۔ Daily Dawn, Karachi, March 24, 1997.

۱۷۔ The Nation, Islamabad, March 24, 1997.

۱۸۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۱۹۔ جنگ، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۲۰۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۲۱۔ Dawn, Karachi, March 24, 1997.
۲۲۔ Ibid.
۲۳۔ The Nation, Islamabad, March 24, 1997.
۲۴۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۲۵۔ Daily The News, Islamabad, March 24, 1997.
۲۶۔ Dawn, Karachi, March 24, 1997.
۲۷۔ The Nation, Islamabad, March 24, 1997.
۲۸۔ ہفت روزہ تسخیر، لاہور، یکم۔ ۷؍ اپریل ۱۹۹۷ء، ۷
۲۹۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۳۰۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کے غیر معمولی اجلاس میں جاری ہونے والے اعلان اسلام آباد، کے مکمل متن کے لیے دیکھیں۔ ضمیمہ
۳۱۔ ہفت روزہ زندگی، لاہور، ۳۰؍ مارچ۔ ۵؍ اپریل ۱۹۹۷ء، ۱۱
۳۲۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۳۳۔ زندگی ۳۰؍ مارچ۔۵؍ اپریل ۱۹۹۷ء، ۱۱
۳۴۔ ایضاً
۳۵۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۳۶۔ جنگ، راولپنڈی، ۲۵؍ مارچ ۱۹۹۷ء
۳۷۔ The Muslim, Islamabad, March 25, 1997.
۳۸۔ Ibid.
۳۹۔ Ibid.

۴۰۔ The Nation, Islamabad, March 24. 1997.

۴۱۔ Dawn, Karachi, March 24, 1997.

۴۲۔ The Muslim, Islamabad, March 24, 1997.

۴۳۔ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، ۳۰ر مارچ-۵ر اپریل ۱۹۹۷ء، ۵

۴۴۔ نوائے وقت، راولپنڈی، ۳۱ر مارچ ۱۹۹۷ء

ضمیمہ

اسلامی سربراہ کانفرنس میں جاری ہونے والے اعلان اسلام آباد، کا مکمل متن

ہم اسلامی کانفرنس تنظیم کے ممالک کے فرماں روا، بادشاہ، سربراہان مملکت اور سربراہان حکومت اسلامی سربراہ کانفرنس کے غیر معمولی اجلاس میں شریک ہوئے جو اسلام آباد میں ہوا۔

اسلام کے اعلیٰ و ارفع اصولوں اور قرآن حکیم کی ان آیات سے سرشار ---- کہ "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو" اور "اہل ایمان آپس میں صرف بھائی بھائی ہیں، چنانچہ اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، وہ تم پر رحم کرے گا"---- مسلم سربراہوں نے عہد کیا کہ وہ اعلان مکہ مکرمہ، کے علاوہ ان تمام اعلانات، میں دیئے گئے مقاصد کو پورا کریں گے جو اسلامی سربراہوں کی مختلف کانفرنسوں میں منظور کئے گئے۔

اسلامی یکجہتی کے استحکام اور اسلامی کانفرنس تنظیم کے ارکان کے درمیان تعاون اور امہ کی اجتماعی ترقی و بہبود کی خاطر کام کرنے کا عزم ظاہر کرتے ہوئے اسلامی کانفرنس تنظیم کے منشور کے اصولوں اور اہداف کو حاصل کرنے کا عزم بھی کیا گیا۔

اسلامی سربراہ عالمی سطح پر پیدا ہونے والی سیاسی، اقتصادی، سلامتی اور تجارت کے شعبہ میں بنیادی تبدیلیوں سے پوری طرح آگاہ ہیں جو نئی صدی کی دہلیز پر نسل انسانی کو درپیش ہیں۔ مسلم سربراہوں نے اس بات پر زور دیا کہ نسل انسانی کے لئے امن کے بارے میں مشترکہ نقطہ نظر، ترقی اور خوشحالی کے لئے قوموں کے درمیان تعاون کا نیا دور شروع کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ایک ایسا دور

وجود میں لایا جاسکے جو ایک عالمی معاشرہ کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ ایسا معاشرہ جو مختلف اقدار میں شمولیت اور مساوات' انصاف' قانون اور خود مختاری کے اصولوں کی پاسداری' علاقائی سلامتی اور قوموں کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت پر مبنی ہو۔

مسلم سربراہوں کی دلی خواہش ہے کہ دنیا بھر کے عوام میں تحمل' برداشت اور مفاہمت پیدا ہو اور دوسروں پر سیاسی' مذہبی یا کسی بھی نوع کی بالا دستی نہ ہو اور یہ دنیا ثقافتی' مذہبی یا سیاسی تعصبات اور انتہاپسندی سے پاک ہو۔

او آئی سی کے ملکوں کے سربراہوں کو یقین ہے کہ دنیا کے پانچ براعظموں میں بسنے والے ایک ارب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے زبردست روحانی' افرادی اور مادی وسائل سے نوازا ہے اور انشاء اللہ وہ ایک شاندار مستقبل اور منزل کو پالیں گے۔ ان مقاصد کے حصول کی خاطر ہم صدق دل سے اعلان کرتے ہیں کہ :

ہم او آئی سی کے ارکان ممالک کے درمیان تمام شعبوں میں تعاون کو وسیع تر اور مزید گہرا کریں گے' اتحاد میں اضافہ کیا جائے گا اور مسلم ممالک میں یکجہتی کو بڑھایا جائے گا۔ ہم اسلامی دنیا کے معاشرے اور عوام کی اجتماعی بہبود کے لئے اپنے انسانی اور مادی وسائل کو روبہ کار لائیں گے۔

ہم اس بات کی پھر تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 242' 338 اور 425 پر عمل درآمد "زمین برائے امن" کے اصول کو عملی جامہ پہنائے بغیر مشرق وسطیٰ میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اس مقصد کیلئے اسرائیل کو مقبوضہ فلسطین اور عرب علاقوں سے اپنی فوجیں واپس بلا لینی چاہئیں اور انہیں ۴ جون ۱۹۶۷ء کی پوزیشن پر واپس آنا چاہئے۔ اسرائیل کو القدس شریف کا شہر' شام کا جولان کا پہاڑی علاقہ' جنوبی لبنان کا سارا علاقہ اور وادی بیکاء کا علاقہ خالی کردینا چاہئے جن پر اسرائیل نے ۱۴ مارچ ۱۹۷۸ء سے ناجائز قبضہ جما رکھا ہے۔ ہم اسرائیل سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان وعدوں' معاہدوں اور مفاہمت کا پابند رہے جو مختلف مذاکرات کے دوران طے پائے ہیں یا جن پر اتفاق رائے ہوا ہے۔ اسرائیل کو شام کے ساتھ اسی مقام سے ہی مذاکرات شروع کرنے چاہئیں جہاں وہ رک گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اسرائیل کو فلسطینی عوام کو ان کے ناقابل تنسیخ قومی حقوق دینے چاہئیں' جن میں فلسطینی عوام کی ان کے علاقوں میں واپسی' حق خودارادیت اور اپنے قومی علاقہ' قومی

فلسطینی حکومت کا قیام بھی شامل ہے جس کا صدر مقام القدس الشریف کا شہر ہو۔

ہم اس امر کی بھی تجدید کرتے ہیں کہ القدس الشریف فلسطین کا ناگزیز حصہ ہے جس پر اسرائیل نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں قبضہ کر لیا تھا اور یہ کہ فلسطین کے تمام علاقوں پر جو بات صادق آتی ہے وہ القدس الشریف پر بھی صادق آتی ہے۔ ہم بین الاقوامی برادری سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ القدس الشریف کے بارے میں بین الاقوامی قراردادوں کی پابندی کرے اور ایسے تمام اقدامات اور فیصلوں سے اجتناب کرے جن کا مقصد اس شہر کو یہودیت سے آشنا کرنا ہے۔ وہاں یہودی بستیوں کی تعمیر سے باز رہے اور شہر کے فلسطینی باشندوں کو ان کے گھروں سے ہرگز نہ نکالا جائے۔ اسرائیل اسلامی مقامات مقدسہ کی بے حرمتی سے باز رہے اور مسجد اقصیٰ الشریف کے انہدام کا خیال دل سے نکال دے۔ القدس الشریف کو فلسطینیوں کو واپس کرنے کا اہتمام کرے تاکہ اس مقدس شہر کو فلسطینی ریاست کا دارالحکومت بنایا جا سکے اور اسرائیل اس خطہ میں قیام امن اور سلامتی کی ضمانت دے۔

اسلامی سربراہ کشمیری عوام کے بنیادی انسانی حقوق کی حمایت کرتے ہیں۔ کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت دیا جانا چاہئے۔ ہم مقبوضہ کشمیر میں وسیع پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت کرتے ہیں اور اس بات کا دوبارہ اعادہ کرتے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر میں غیر ملکی قبضہ کے دوران کسی بھی قسم کا سیاسی عمل یا انتخابات کشمیری عوام کے حق خودارادیت کا نعم البدل نہیں ہوسکتے۔

ہم توثیق کرتے ہیں کہ تنازعہ کشمیر کو حل کرنے کیلئے پاکستان اور بھارت کے درمیان مذاکرات ضروری ہیں جو پاکستان اور بھارت کی کشیدگی کا بنیادی سبب ہے۔ ہم پاکستان کی ان تمام کوششوں کی حمایت کرتے ہیں جو وہ جموں و کشمیر کے تنازعہ کا منصفانہ حل تلاش کرنے کے لئے کر رہا ہے۔ ہم بھارتی حکومت پر بھی زور دیتے ہیں کہ وہ پاکستان کی کوششوں کا مثبت جواب دے۔ ہم افغانستان کے اقتدار اعلیٰ، آزادی، علاقائی سلامتی اور اسلامی تشخص کی بحالی اور تحفظ کی حمایت کرتے ہیں اور اس سلسلے میں عدم مداخلت کے اصول پر زور دینا چاہتے ہیں اور تمام مملکتوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ تمام افغان گروپوں کو اسلحہ، گولہ بارود اور اسلحہ کے فاضل پرزوں کی بہم رسائی بند کر دیں۔

ہم افغانستان میں جلد از جلد سیاسی مفاہمت کی حمایت کرتے ہیں اور اس سلسلے میں اسلامی

کانفرنس کی تنظیم (او آئی سی) اور اقوام متحدہ جو کوششیں روبہ عمل لا رہے ہیں ان کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔ ہم یہ بات بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ بین الاقوامی برادری افغانستان کی بحالی اور تعمیر نو' نیز افغان مہاجرین کی واپسی کے لئے امداد فراہم کرے۔

ہم تصدیق کرتے ہیں کہ بوسنیا ہرزیگووینا کا اقتدار اعلیٰ' سلامتی' آزادی' علاقائی یکجہتی کو معاہدے کے مطابق برقرار رکھنے اور تحفظ دینے کی ضرورت ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بوسنیا کی حکومت کو تمام ضروری امداد فراہم کی جانی چاہئے تاکہ اس ضمن میں تمام معاہدوں پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔

ہم البانیہ کی آزادی کے تحفظ' اقتدار اعلیٰ' علاقائی سالمیت اور اتحاد کے تحفظ کی اہمیت پر زور دینا چاہتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ البانیہ کو ہر نوع کی انسانی اور اقتصادی امداد فراہم کی جائے۔

ہم آذربائیجان کے خلاف جارحیت کی مذمت کرتے ہیں اور آذربائیجان کے ان علاقوں کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں جن پر جارحیت کے ذریعے قبضہ کیا گیا ہے۔ او آئی سی کے تمام ارکان ممالک کی یکجہتی' قومی سلامتی کے تحفظ اور دفاع کے حق کی حمایت کرتے ہیں۔

او آئی سی کے سربراہ نوآبادیاتی نظام یا کسی بھی نوع کے غیر ملکی قبضہ اور بالادستی میں علاقوں کے عوام کے حق خودارادیت کی حمایت کرتے ہیں اور تمام تنازعات اور مسائل و معاملات کا متعلقہ بین الاقوامی اصول و قواعد کے تحت حل کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔

ہم او آئی سی کے سوا دوسرے ممالک میں بسنے والی مسلم اقلیتوں کے حقوق کا بنیادی انسانی حقوق کی بنا پر تحفظ چاہتے ہیں جو اقوام متحدہ کے منشور کے تحت انہیں حاصل ہیں۔ ہم او آئی سی کے ممالک کے درمیان مستقل صلاح مشورہ کے لئے تعلقات قائم رکھنے کا عزم کرتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر اپنی کوششوں میں باہمی ربط اور اقوام متحدہ کے منشور کے تحت خصوصاً اجتماعی سلامتی کے تحفظ سے متعلق دفعات پر عمل کے عزم کا اظہار کرتے ہیں۔

ہم اقوام متحدہ کے منشور کی دفعات کے مطابق خود مختاری کے اصولوں 'علاقائی سلامتی اور رکن ممالک کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کی بھی توثیق کرتے ہیں۔

ہم انسانی بنیادوں پر ایسے پناہ گزینوں اور بے گھر افراد کے مسائل و مشکلات کو ختم کرنے کے

لئے اسلامی ملکوں کی اجتماعی کاروائی کی حمایت کرتے ہیں جو مسلم تصادم یا قدرتی آفات یا کسی دوسری وجہ کے باعث بے گھر یا متاثر ہوئے ہیں۔

ہم تصادم کے خطوں کو اسلحہ کی سپلائی اور منشیات کی نقل و حمل کو روکنے کے لئے اجتماعی کوششوں کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم دہشت گردی کی ہر صورت کو ختم کرنے میں تعاون کا عزم کرتے ہیں جو اسلام جیسے شاندار دین کی تعلیمات کے منافی ہے۔ جیسا کہ او آئی سی کے ضابطہ اخلاق سے ظاہر ہے، جس میں بین الاقوامی دہشت گردی کے مقابلہ کے لئے کہا گیا ہے۔ ہم یہ بھی عزم کرتے ہیں کہ بیرونی قبضہ کے خلاف کسی قوم کی جدوجہد کے ہم مخالف نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے جو اپنا حق خودارادیت حاصل کرنے جنگ میں مصروف ہو۔ ہم او آئی سی کے ملکوں کے درمیان اقتصادی اور مالیاتی شعبوں میں تعاون کو مضبوط تر بنانے کے خواہش مند ہیں۔ اس مقصد کے لئے ہم نجی شعبہ کے درمیان باہمی تعاون اور اشتراک عمل کو بڑھاوا دیں گے اور بتدریج ان تمام رکاوٹوں کو ختم کردیں گے جو بین الاسلامی تجارت کی راہ میں حائل ہیں۔ اس مقصد کے لئے محصولات میں کمی کی جائے گی، غیر محصولاتی رکاوٹوں کو ختم کیا جائے گا، اسلامی ملکوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے گا، ٹیکنالوجی کی منتقلی کو یقینی بنایا جائے گا، مشترکہ صنعتی منصوبے روبہ عمل لائے جائیں گے، مواصلات اور نقل و حمل کے ذرائع کو بہتر بنایا جائے گا، اسلامی دنیا کی بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں کے درمیان ربط قائم کیا جائے گا، اسلامی دنیا میں بری، آبی اور فضائی راستوں سے آمد و رفت کو آسان بنایا جائے گا اور افریقی خصوصاً" نیم صحرائی ممالک کی ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کیا جائے گا۔ اس امر کی کوشش کی جائے گی کہ اسلامی ممالک کی مشترکہ منڈی قائم کی جائے گی اور اسلامی دنیا میں علاقائی تجارتی گروپوں کے درمیان بہتر اور زیادہ اشتراک عمل کی کوشش کی جائے گی۔

ہم مسلم ممالک کے درمیان سائنسی اور تکنیکی تعاون کو فروغ دینے کا عہد کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اسلامی ملکوں کے انسانی اور مادی وسائل کو بروئے کار لایا جائے گا۔ اعلیٰ فنی و سائنسی تعلیم کے لئے اسلامی دنیا میں ادارے قائم کئے جائیں گے اور فنی مہارت اور تخصیص کو باہمی اشتراک عمل کے ذریعے روبہ کار لایا جائے گا۔

ہم اسلامی ممالک کے درمیان او آئی سی کی اقتصادی و کمرشل تعاون، سائنس و ٹیکنالوجی اور

اطلاعات و ثقافت کی کمیٹیوں نیز او آئی سی اور اس کی ذیلی تنظیموں اور مخصوص نوعیت کے متعلقہ اداروں کے ذریعے تعاون کو فروغ دینے کا عہد کرتے ہیں۔

ہم اتفاق کرتے ہیں کہ ہم اپنی پالیسیوں کو اس انداز میں ترتیب و تشکیل دیں گے اور ایسی کوششیں بروئے کار لائیں گے کہ اسلامی تہذیب و ثقافت کی اقدار اور روایات کو فروغ مل سکے اور اپنی نوجوان نسل کی روحانی اور اخلاقی طور پر اس طرح تربیت کریں گے کہ وہ اسلامی اقدار اور اسلامی ثقافت پر بجا طور پر فخر کر سکیں۔

ہم مصمم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی حقیقی روح کو عالمگیر بنیادوں پر پیش کریں گے، خصوصاً اسلام کے انسانی اخوت و تحمل، انصاف، مفاہمت، میانہ روی، اعتدال پسندی، انسانی حقوق کے احترام اور انسانی وقار کے اصولوں سے دنیا کو آگاہ کریں گے اور ہم دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے بھی تعاون کریں گے تاکہ ایک اچھی اور پرامن دنیا جو ہر طرح کی اکھاڑ پچھاڑ سے پاک ہو قائم ہوسکے۔ جہاں ناانصافی نہ ہو اور کوئی دوسروں کا استحصال نہ کر سکے۔

ہم عالمی امن کے فروغ اور ایٹمی اور دیگر اسلحہ سے پاک دنیا قائم کرنے، باہمی مشترکہ مسائل کا حل تلاش کرنے اور امن سلامتی، استحکام اور انسان کیلئے بہبود و ترقی کے نئے دور کا آغاز کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

ہم او آئی سی کے سیکرٹری جنرل کو یہ ذمہ داری سونپ رہے ہیں کہ وہ اعلان اسلام آباد میں دیئے گئے مقاصد کی تکمیل کیلئے ضروری اقدامات کریں۔

جاری شدہ:

اسلام آباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲۳ر مارچ ۱۹۹۷ء

پاکستان کی ایک اہم دینی و سیاسی جماعت، جمعیت علماء پاکستان کی تاریخ اور ملکی سیاست میں اس کے کردار پر انگریزی میں اپنی نوعیت کی پہلی تحقیقی کتاب

JAM'IYYAT-i-'ULAMA-i-PAKISTAN 1948-----1979

مصنف : **مجیب احمد**

صفحات 300 ' قیمت : 150 روپے

ملنے کا پتہ

قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت

کوٹھی نمبر 605، گلی نمبر 29، جی۔ 10/2

پی او بکس نمبر 1230، اسلام آباد

فون : 294642